خوانِ بنوریؒ سے مولانا امین اورکزئیؒ کی خوشہ چینی

(پہلی قسط)

افادات: محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

ضبط وکتابت: مولانا محمد امین اورکزئی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ ومرسلہ: مولانا محمد طفیل کوہاٹی

حضرت الاستاذ مولانا محمد امین اورکزئیؒ پاکستان کے دوردراز سرحدی علاقہ اورکزئی ایجنسی کے باشندے تھے۔ اس علاقہ میں دارالعلوم دیوبند کے فضلاء کی ایک کثیر تعداد موجود تھی، خصوصاً حضرت مولانا احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا بہاء الحق اورکزئی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا معزالحق رحمۃ اللہ علیہ، مولانا فخر الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد کریم کاکاخیل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بالخصوص قابلِ ذکر ہیں۔ ان حضرات سے ہمارے یہاں علم وفن اور تقویٰ وطہارت کے چشمے جاری ہوئے۔ مولانا امین اورکزئی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی علوم انہی حضرات سے حاصل کیے، جب کہ دورہ حدیث ۱۹۶۷ء میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے کیا۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی مردم شناس نگاہوں نے آپ کے جوہر ملاحظہ کیے تو مستقل اپنی تربیت میں لے لیا اور اپنی وفات تک اپنے زیرِ سایہ مختلف علمی وتحقیقی کاموں میں معاون کی حیثیت سے خدمت پر مامور رکھا۔ آپ نے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق شرحِ ترمذی ''معارف السنن'' میں بحیثیت معاون کام کیا، اور حضرت کی ایما پر ''شرح معاني الآثار للطحاويؒ'' کی شرح ''نثر الأزهار'' لکھنی شروع کی، جو ''کتاب السیر'' تک مکمل کرلی تھی، اس کی دو جلدیں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں اور بقیہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے شعبہ مجلسِ دعوت وتحقیق سے عنقریب طبع ہوں گی۔ حضرت الاستاذ مولانا محمد امین اورکزئی رحمۃ اللہ علیہ خداداد ذہانت، باکمال حافظہ اور مثالی ورع وتقویٰ کے حامل تھے، علوم حدیث وتفسیر سے گہری شناسائی تھی۔ آپ تریسٹھ سال کی عمر ۲۰۰۹ء کو ایک حملے میں جامِ شہادت

نوش کر گئے۔ آپ نے اپنے بعض اساتذہ کے علوم ومعارف اہتمام سے محفوظ فرمائے، ان میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ اور جامعہ امینیہ دہلی کے ممتاز فاضل حضرت مولانا عبدالغفار کو ہاٹیؒ سرفہرست ہیں۔ آپ نے حضرت بنوریؒ کے درسِ بخاری اور مولانا عبدالغفارؒ کے درسِ بیضاوی کو اہتمام سے قلم بند کیا۔ یہ سچ ہے کہ لکھے ہوئے افادات یا تقاریر سے کسی استاذ کی درسی عبقریت کے ظہور کے لیے شاگرد میں ملکۂ ضبط کا درجۂ کمال چاہیے۔ بہت سے نامی گرامی لوگوں کی درسی تقاریر میں وہ شان دکھائی نہیں دیتی جو اُن کے بارے زبان زد عام ہوتی ہے، اس کی بنیادی وجہ آخذین کا ان کی علمی سطح سے فروتر ہونا ہوتا ہے۔ حضرت الاستاذؒ چونکہ خود بھی ذہن رسا کے مالک تھے، اس لیے آپ کا اخذ بھی حد درجہ کامل ہے اور اس سے حضرت بنوریؒ کی علمی شان بخوبی پتہ چلتی ہے۔ ذیل میں حضرت بنوری قدس سرہٗ سے سنے ہوئے جواہر پاروں سے چند منتخب شذرات پیش خدمت ہیں، بندہ نے یہ افادات حضرت الاستاذ کی درسی کاپیوں اور ذاتی ڈائری سے نقل کیے ہیں۔ امید ہے اہلِ علم کے علمی ذوق کی تسکین کا سامان ثابت ہوں گے۔ فرمایا:

☆:...... ''نبی''... ''نبأ'' سے مشتق ہے اور ''نبأ'' کے معنی میں تین چیزیں شامل ہیں: ایک تو یہ کہ خبر ہو اور وہ بھی غیب کی، پھر اس میں عظیم الشان فائدہ بھی ہو، لہٰذا ''نبی'' کا معنی وہ معصوم ذات جو غیب کی ایسی خبریں دے جو عظیم الشان فوائد کی حامل ہوں۔ دنیا کی کسی زبان میں نبی کے لفظ کا پورا ترجمہ نہیں ہوسکتا، جتنے بھی ترجمے ہیں وہ ناقص ہیں، فارسی کا پیغمبر ہو، یا انگریزی کا ریفارمر۔

☆:...... بخاریؒ جو آیاتِ قرآنیہ تراجم میں لائے ہیں ان میں دو جہتیں ہیں: ایک جہت سے وہ باب میں مذکور دعویٰ پر آیت کو بمنزلہ دلیل گردانتے ہیں اور دوسری جہت سے اس کو بمنزلہ متن بنا لیتے ہیں اور باب میں مذکور احادیث اس کے لیے بمنزلہ شرح کے لاتے ہیں۔

☆:......حضرت آدم وشیث اور ادریس علیہم الصلوٰۃ والسلام حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے گزر چکے ہیں، ایک حدیث میں آیا ہے کہ سب سے پہلے پیغمبر سرزمین پر حضرت نوح علیہ السلام تھے، اس سے بعض حضرات کو غلط فہمی ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت سے انکار کر بیٹھے۔ یہ عجیب ہے کہ ایک مظنون خبر کی بنا پر ایک مقطوع امر کا انکار کیا جائے۔ بے شک حضرت نوح علیہ السلام قوم کفار کی طرف سب سے پہلے مبعوث نبی ہیں، یہی حدیث کا مصداق ہے اور اس وجہ سے آیت کریمہ میں حضرت نوح علیہ السلام سے وحی کی ابتدا کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

☆:......سب سے پہلے تراجم پر الحافظ ابوعبداللہ محمد بن عمر بن رشید الفہری السبتی اور حافظ ناصر الدین ابن المنیر الاسکندراتی اور حافظ ابوعبداللہ محمد بن منصور السلجاسی نے کتابیں لکھیں جو غیر مطبوع

ہیں۔ ہمارے سامنے دو کتابیں ہیں جو آخری دور میں لکھی گئی ہیں: ایک شاہ ولی اللہؒ نے جو کتاب کے ساتھ مطبوع ہے، اور تمام بھی، دوسری حضرت شیخ الہندؒ کی ناتمام کتاب ہے جو حقیقت میں تمام ہے، اگر یہ کتاب کامل ہوجاتی تو بخاری کے تراجم کا حق ادا ہوجاتا۔

☆:......''بدء''اور''بدو'' دو نسخے ہیں۔ اَولیٰ اور ذوق کے مطابق ''بدء'' ہے، کیونکہ بخاریؒ نے اور بھی کئی جگہ یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ اور پھر براءتِ کتاب کے ساتھ بھی لفظ ''بدء'' ہی مناسب ہے، ''بدو'' کا نسخہ تجنیسِ خط کی بنا پر کسی نے خواہ مخواہ بنالیا ہے۔

☆:......وحی کی ایک حقیقت شرعی ہے اور ایک حقیقت لغوی۔ اسی طرح دوسرے بھی بہت سے الفاظ ہیں، مثل صلوٰۃ وغیرہ...... وحی کا لغوی معنی ہے: ''الإشارة الخفية بسرعة'' کمافی:

يرمون بالخطب الطوال وتارة

وحي الملاحظ خيفة الرقباء

اور کتاب کے معنی میں بھی مستعمل ہے: کما فی قول لبید في المعلقة الرابعة:

فمدافع الريان عرى رسمها

خلقا كما ضمن الوحي سلامها

ان الفاظ کے جو حقائق لغویہ ہیں، ان کی حقائق شرعیہ کے ساتھ گہری مناسبت ہے اور اکثر دونوں میں عام اور خاص یا مطلق ومقید کا تعلق ہوتا ہے۔

☆:......ابن تیمیہؒ نے ''کتاب النبوات'' میں لکھا ہے کہ جو پیغمبر کفار قوم کی طرف مبعوث ہوجائے وہ ''رسول'' ہوتا ہے اور جو کفار کی طرف خصوصی طور پر مبعوث نہ ہو وہ ''نبی'' ہوتا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ وہ قبیلہ بنی جرہم کی طرف مبعوث تھے اور اسی قوم سے عرب مستعربہ پیدا ہوئے۔ ابن تیمیہؒ کی یہ تعریف جامع اور اچھی تعریف ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی فروق بیان ہوتے ہیں، وہ صحیح نہیں، منقوض ہیں۔

☆:......متوسط طبقہ کے مصنفین میں مجھے دو مصنف پسند ہیں: ایک ابن رجب حنبلیؒ اور دوسرا ابن قیم حنبلیؒ۔ اتفاق سے دونوں حنبلی ہیں۔ یہ دونوں جس موضوع پر لکھتے ہیں اس سے متعلقہ جملہ مواد کو جمع کرلیتے ہیں اور بسط وشرح کے باوجود ان کا کلام حشو وزوائد سے پاک ہوتا ہے۔

☆:......علمی ذوق پیدا کرنے کے لیے شیخ عبدالقاہرؒ کی ''دلائل الإعجاز'' سے بڑھ کر کتاب نہیں۔

☆:......ابن رجب حنبلیؒ نے اربعین نوویؒ کی شرح لکھی ہے، انہوں نے اربعین پر اپنی طرف سے مزید دس احادیث کا اضافہ کیا ہے، یہ پچاس احادیث کی شرح ہے، اس کا نام انہوں نے ''جواهر

الحکم ''رکھا ہے۔اس میں انہوں نے حدیث''**إنما الأعمال الخ**'' کی شرح میں عجیب وغریب نکات لکھے ہیں۔اس حدیث کی شرح دیکھنا چاہتے ہو،تو اس کا مطالعہ کرلو،ایسی شرح آپ کوکہیں نہیں ملی گی۔

☆:......حدیث''**إنما الأعمال بالنیات الخ**'' میں ایک واقعہ کی طرف تعریض موجود ہے جو سنن سعید بن منصورؒ اور معجم الطبرانی میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے ایمان لاکر ایک عورت سے شادی کرنی چاہی،مگر وہ مدینہ چلی گئی،تو یہ شخص بھی مدینہ چلا گیا،تاکہ شادی ہوسکے،''أو إلی امرأة'' میں اس طرف اشارہ ہے۔حدیث کا سوق اس واقعہ پر نہیں ہوا،جس نے یہ کہا اُس نے فاش غلطی کی۔اس عورت کا نام اُم قیس تھا،اس لیے وہ شخص مہاجر''اُم قیس'' کے نام سے مشہور ہوا اور نام کا کسی کو پتہ نہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ کسی صحابیؓ سے اگر کوئی نامناسب کام ہوگیا تو اس کا نام مبہم رکھا گیا۔

☆:......''**فی سلسلة الجرس**'' کے متعلق شاہ ولی اللہؒ کی تعبیر سب سے پسندیدہ ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ: دراصل فیضانِ وحی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم شہادت سے غائب ہوکر عالم غیب کے ساتھ رابطہ پیدا ہوجاتا تھا اور ایسے موقع پر آپ کے سمع کو معطل کردیا جاتا تو اس تعطل کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں جو کیفیت ہوتی تھی،اسے''**سلسلة الجرس**'' سے تعبیر فرمایا ہے۔فرمایا کہ: یہ بات معقول بھی ہے اور مانوس بھی۔اولیاء اللہ کو اس کا تجربہ ہوتا ہے اور میں اس کی تفصیل کرسکتا ہوں،مگر کرتا نہیں۔

☆:......انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قویٰ بدنیہ اور روحیہ عام انسانوں کے قویٰ سے بالاتر ہوتے ہیں، ان میں ساری صلاحیتیں فوق العادۃ رکھی جاتی ہیں۔امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں غالباً سورۂ انبیاء کی تفسیر کرتے ہوئے اس کی تفصیلات لکھی ہیں۔اس لیے ان میں''**تلقی عن الغیب**'' کی قوت بطریق اتم موجود ہوتی ہے۔لیکن باجود اس کے اللہ جل شانہ ان کو نبوت کا خلعت عطا فرمانے سے پہلے مختلف قسم کے مجاہدات اور ریاضات سے گزارتے ہیں،تاکہ ان کی عالم غیب کے ساتھ وابستگی مضبوط سے مضبوط تر ہوسکے،ان مجاہدات اور ریاضتوں کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو نبوت کے مقام ومنصب پر فائز فرمادیتے ہیں۔انہی مافوق العادۃ صلاحیتوں کی بنا پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علوم فطری ہوتے ہیں،ترتیبِ مقدمات وغیرہ سے حاصل نہیں ہوتے۔

☆:......متابعت سے کلام میں تقویت آتی ہے۔متابعت فی الاسناد دوقسم پر ہے:ایک تامہ جو ابتداءِ اسناد سے ہو اور قاصرہ جو وسطِ اسناد سے ہو۔پھر ان میں سے ہر ایک دو دو قسم پر ہے:۱:-متابع مذکور ہو،۲:-غیر مذکور ہو،اس طرح متابع عنہ مذکور ہو یا غیر مذکور۔

متابعت میں چار چیزیں ہوتی ہیں: متابِع بالکسر،متابَع بالفتح،متابع عنہ،متابع علیہ،**کما یقال**

تابعهٔ فلان عن فلان علی کذا تو پہلا فلاں متابع ہے اور ضمیر مفعول کا مرجع متابع ہے، اور دوسرا فلاں جو دونوں کا شیخ ہے، وہ متابع عنہ اور کذا سے جس بات کی طرف اشارہ ہے متابع علیہ ہے۔

☆:...... وحی کے نزول کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تین کام تھے: سماع، تلفظ، تدبر۔ اور نزولِ وحی کے وقت جو شدت ہوتی تھی وہ اس پر مزید، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی مشقت اُٹھانی پڑتی تھی، اس لیے اللہ جل شانہ نے آپ کے ذمہ سے دو کام اُٹھا کر اپنے ذمہ لیے، یاد کروانا اور اس کے مضمون کو سمجھانا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ صرف سننا ہی رہ گیا۔

☆:...... یہ بات رکھنی چاہیے کہ جہاں اسناد میں ''کنی'' آتے ہیں، ان کے اسماء کو یاد کرنا ضروری ہے، اسماء کے لیے ''کنی'' کا معلوم کرنا اتنا ضروری نہیں اور نہ ہر کسی کے بس کی بات ہے۔ ''کنی'' مستقل فن ہے، اس پر محدثین بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ نے کتابیں لکھیں جو غیر مطبوع ہیں، البتہ حافظ ابو بشر دولابی نے جو کتاب لکھی ہے وہ مطبوع ہے اور اچھی کتاب ہے۔ غالبًا یہ کتاب پہلے ائمہ کی کتابوں سے بہتر ہوگی، کیونکہ یہ فقیہ ہیں، متاخر بھی ہیں اور طحاویؒ کے شیخ ہیں۔ فرمایا: اس فن میں حافظ ذہبیؒ - جو رجال کے بہت بڑے امام ہیں - کو بھی امتحان دینا پڑا۔ حافظ ذہبیؒ کی حافظ ابن دقیق العیدؒ سے ملاقات ہوئی تو پوچھا کون ہو؟ تو فرمایا کہ: ذہبی۔ فرمایا: شمس الدین ذہبی؟ قال: **نعم**۔ تو فرمایا: **من أبو محمد الهلالي** ؟ تو ذہبیؒ نے تبسم فرماتے ہوئے کہا کہ: سفیان ابن عیینہؒ۔ حافظ ابن دقیق العیدؒ نے فرمایا کہ: ''**أنت الذهبي**''۔

☆:...... حضرت ابن عباسؓ کی اکثر روایات مرسل ہیں۔ مسند صرف سترہ تک روایتیں ہیں، اس لیے کہ آپ حدیث السن تھے۔

☆:...... قرآن کریم کی آیات کی ترتیب توقیفی ہے، حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور یہی جمہور کی رائے ہے۔ چند حضرات نے یہ رائے قائم کی ہے کہ قرآنی آیات میں ربط و تناسب ضروری نہیں، شاہ ولی اللہؒ کی بھی یہی رائے ہے۔ تعجب ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے یہ سطحی رائے کیسے اختیار کر لی۔

''**نظم الدر فی ربط الآیات والسور للبقاعي**'' اس موضوع پر بہترین کتاب ہے، اس جیسی کتاب بقول علامہ کشمیریؒ اس موضوع پر ابھی تک نہیں لکھی گئی۔ یہ کتاب غیر مطبوع ہے اور ہندو پاک کے کتب خانوں میں موجود نہیں۔ مخطوط مصر و استنبول کے کتب خانوں میں موجود ہے۔

☆:...... شوافع کے نزدیک عمومِ مشترک جائز ہے اور حنفیہ وغیرہ حضرات کے ہاں جائز نہیں۔ فرمایا: اور حنفیہ کا یہ انکار میرا خیال ہے صرف احکام کے دائرہ میں ہے، احکام کے علاوہ دوسرے مقامات پر اگر عمومِ مشترک لیا جائے تو مضائقہ نہیں ہے۔

☆:...... نجوم کے دو کام ہیں: ایک تو اهتداء: ''وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ '' جہات کا معلوم کرنا اور اوقاتِ مواسم کا معلوم کرنا، قدیماً وحدیثاً بحری سفروں میں نجوم کے ذریعہ سے راستہ معلوم کیا جاتا ہے، اسی طرح اکثر بری علاقوں میں ستاروں کے ذریعہ سمت کا تعین کیا جاتا ہے۔ اس علم کا نام ''معرفة النجوم'' رکھا جائے تو بہتر ہوگا۔

دوسرا کام ان کی ''تاثیر في النحوسة والسعادة'' ہے، اس کی نفی بہت مشکل ہے۔ ان کی تاثیر ہوتی ہے، اگرچہ شریعت نے ممانعت کی ہے، مگر ممانعت سے یہ لازم نہیں کہ ان کا فی الواقع کوئی اثر نہیں۔ ہمارے اکابر میں سے شاہ رفیع الدینؒ بھی اس کے قائل تھے، اس کی تفصیلات ''إتحاف السادة المتقين شرح إحياء علوم الدين'' میں ملاحظہ کیجئے۔ سید مرتضی زبیدیؒ نے اس کتاب میں اس موضوع پر بہترین مواد جمع کیا ہے۔

☆:...... ایمان صرف معرفت قلبی سے عبارت نہیں، بلکہ ایمان اذعانِ قلبی، تصدیق اور عقدِ قلبی کا نام ہے۔ ورنہ صرف معرفت تو یہود کو بھی حاصل تھی: ''يَعْرِفُوْنَهُمْ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَاءَ هُمْ.''

☆:...... ایمان کے متعلق سات مذاہب ہیں: ان میں سے دو اہلِ حق کے ہیں اور بقیہ پانچ اقوال اہلِ ہوا اور گمراہ فرقوں کے ہیں۔ پہلا قول جمہور محدثینؒ کا ہے کہ ایمان عبارت ہے: عقدِ قلبی اور اقرارِ لسانی اور عمل بالجوارح سے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ایمان صرف عقدِ قلبی کا نام ہے اور بقیہ اعمال واقرار کمالِ ایمان کے لیے بمنزلہ شرط ہیں، شطر اور جزء نہیں۔ یہ مذہب امام ابوحنیفہؒ اور متکلمین کا ہے۔ بظاہر ان دو اقوال میں تعارض نظر آتا ہے، مگر حقیقت میں کچھ تعارض نہیں، بلکہ اعتبار کا فرق ہے۔

امام ابوحنیفہؒ اور محدثین کے درمیان اختلاف کا منشا یہ ہے کہ امام صاحبؒ کی طبیعت میں تنقیح اور تدقیق کا مادہ رچا ہوا تھا، وہ ہر مسئلہ میں اپنے اسی منہج کے مطابق رائے قائم کرتے تھے۔ اس بنا پر آپ نے جب قرآن وسنت میں غور کیا تو قرآن میں تقریباً تیس آیات ایسی ہیں جو اس بارے میں آپ کے اختیار کردہ مسلک پر دال ہیں اور بہت سی آیات میں ایمان کا محل قلب بتلایا گیا ہے۔ اسی طرح احادیث میں بھی ایمان اور اسلام کے درمیان فرق واضح کیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ امام صاحبؒ کے دور میں فتنۂ خروج واعتزال کا غلبہ تھا۔ آپ نے بار بار ان کے ساتھ مناظرے کیے۔ بیس مرتبہ خوارج کے ساتھ مناظرہ کی غرض سے بصرہ کا سفر کیا۔ چونکہ امام صاحبؒ اور متکلمین کے سامنے خوارج اور معتزلہ کے مسلک کی تردید بھی تھی، اس لیے انہوں نے وہ تعبیر اختیار کی اور محدثین کے زمانہ میں مرجیہ کا فرقہ عروج پر تھا، چونکہ محدثین کے پیشِ نظر ان کی تردید تھی، اس لیے عمل کو ایمان کا جز قرار دیا۔ [کیونکہ معتزلہ کے ہاں ایمان قول، عقد اور عمل کے مجموعہ کا نام ہے اور مرجیہ کے ہاں ایمان

محض قول وعقد کا نام ہے، عمل کی کوئی ضرورت نہیں۔] دونوں فریق حنفیہ اور محدثین اس پر متفق ہیں کہ تارکِ عمل کافر نہیں، بلکہ مؤمن ہے اور جہاں امام احمدؒ وغیرہ نے بعض اعمال کے تارک کو کافر کہا ہے تو اس سے کفرِ صوری مراد ہے، یا اس سے ''کفر دون کفر'' مراد ہے، ''کفر مخرج عن الملة'' مراد نہیں۔

☆:......امام صاحبؒ کو سب سے پہلے نافع بن الارزق خارجی نے ''مرجی'' کہا۔

☆:......امام صاحبؒ نے عثمان بتی کے ساتھ جو علمی مراسلت اور مکاتبت کی ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اہلِ حق کی طرف سے فرقہ مبتدعہ کے خلاف برسرِ پیکار تھے۔ یہاں ایک لطیفہ ہے: امام صاحبؒ کا عثمان بتی کے ساتھ تعلق تھا اور مباحثے بھی ہوئے۔ عثمان بتی آپ سے کچھ عرصہ پہلے انتقال کر گئے تھے۔ ایک موقع پر امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر بتی زندہ ہوتے تو وہ میری رائے کی اتباع کرتے، اس روایت میں ہمارے کرم فرما خطیب بغدادی نے بتی کے لفظ سے ''نبی'' بنا کر **العیاذ باللّٰه** کہ امامؒ کے الحاد کا سامان کر دیا، **فإنا للّٰه وإنا إليه راجعون.**

☆:......صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، صوم وغیرہ الفاظ مختلف معانی کے لیے مستعمل تھے، شریعت نے ان کو ایک خاص معنی کے لیے استعمال کیا جس کی تشریح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے فرمائی۔ ان مخصوص اعمال اور ہیئات کے لیے ذخیرۂ لغت میں ان سے زیادہ مناسب اور موزوں الفاظ موجود نہیں تھے، لہٰذا اب شریعت میں ان الفاظ کا استعمال انہی مخصوص حقائق کے لیے ہوگا۔ اور شرعی حقائق کے بجائے ان سے لغوی مفاہیم مراد لینا تحریف اور الحاد فی الدین ہوگا۔

☆:......خصائلِ ایمان کے بارے میں تین کتابیں مشہور ہیں: ایک ابن حبانؒ کی جو ''شعوب الإیمان'' کے نام سے معروف ہے۔ دوسری ابوبکر بیہقیؒ کی ''شعب الإیمان'' ہے اور تیسری ابوعبداللہ حلیمیؒ کی کتاب ہے۔ عینیؒ نے ابن حبان کی کتاب سے اپنی شرح ''عمدة القاری'' میں ''شعب الإیمان'' نقل کیے ہیں۔

☆:......عبداللہ بن محمد الجعفی المسندی یہ پہلا شخص ہے جس نے ماوراء النہر خراسان کے علاقہ میں مسند لکھی ہے، اسی وجہ سے اس کو المسندی کہتے ہیں۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ آپ کو مسانید سے زیادہ دلچسپی تھی اور مرسلات وغیرہ کو زیادہ ذکر نہیں کرتے تھے۔

☆:......''بضع'' کا لفظ ''مائة'' کے ساتھ بالاتفاق نہیں آتا۔ ''عشرة'' کے ساتھ بالاتفاق آتا ہے اور مابین عقود کے ساتھ آنے میں اختلاف ہے۔

☆:......''شرح المواهب اللدنية للزرقاني'' اور ''نسيم الرياض شرح الشفاء

لـلـقـاضـی عیـاض لـلـخفاجی ’’سیرت ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر بہترین کتابیں ہیں، ان کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

☆:...... احادیث آیاتِ کریمہ سے مقتبس ہیں صراحۃً یا کنایۃً۔ معمولی غور سے معلوم ہوجاتا ہے کہ حدیث’’حب الانصار‘‘ آیت’’وَالَّذِیۡنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالۡاِیۡمَانَ‘‘ سے مقتبس ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں عام مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں تضمین ہے، تقدیر یوں ہے:’’والـذیـن تبـوؤا الدارَ و أثـر الإیمان‘‘ مگر یہاں تضمین کی ضرورت نہیں، بلکہ آیت کا معنی یہ ہے کہ انصار نے اپنا ظاہری مسکن تو مدینہ کو بنالیا اور معنوی مسکن ایمان کو بنالیا۔

☆:...... بسا اوقات بخاری اپنی طبعی مشکل پسندی کی بنا پر کچھ کہہ جاتا ہے اور شراح وغیرہ مشکل میں پڑ جاتے ہیں، حالانکہ اگر وہ ایک لفظ اور بڑھاتے تو مقام حل ہوجاتا، مگر ایسا کرتے نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ: متکلم عموماً مخاطب کی خاطر اپنے شان سے نیچے نہیں اُترتا، تاکہ اگر مخاطب جاہل ہو تو اس کے فہم کے لیے اس کی سطح کی بات کردے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ: یہ صرف قرآن کا اعجاز ہے کہ اس سے ہر شخص بقدرِ حیثیت فائدہ اُٹھاتا ہے، عاصی شخص بھی اس کو پڑھ کر اپنی راہنمائی کا سامان پاتا ہے اور عالم جب پڑھتا ہے تو’’لا تنقضی عجائبہٗ‘‘ کی شان رکھتا ہے۔

☆:...... ہر شخص کو اپنے مسلک کی تقویت اور اثبات کے لیے استدلال کا حق حاصل ہے، مگر یہ نہایت غلط اور خلافِ ذوق بلکہ ظلم کی بات ہے کہ آدمی حدیث میں ایسی قیود کا اضافہ کرے جس سے حدیث حنفی یا شافعی بن جائے، کیونکہ یہ طریقہ درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مقامِ رفیع اور رتبۂ شامخہ وبازغہ سے نیچے اُتار کر لانا ہے، والعیـاذ باللّٰہ۔ حدیث کو حدیثِ رسول رہنے دو، بعد میں دیکھو کہ حدیث آپ کے مسلک کی تائید میں ہے یا خلاف ہے، اگر مؤید ہے تو فبہا، ورنہ جواب دیجئے۔ یہ اُصولی اور اہم بات ہے اس کو ملحوظ نظر رکھنا چاہیے۔ اس بنا پر قسطلانی نے’’أو بحق الإسلام‘‘ کے ساتھ’’کترک الصلوٰۃ متعـمـداً‘‘ کی قید لگاکر حدیث کو شافعی بنانے کی جو کوشش کی ہے، وہ ناپسندیدہ ہے۔ یہ ایک ظنی اور اختلافی مسئلہ ہے، اس کو حدیث کا مصداق بنانا کسی طرح بھی صحیح نہیں اور’’من ترک الصلوٰۃ‘‘ (حدیث) میں تارکِ صلوٰۃ کو اگرچہ کافر کہا گیا ہے، مگر اس کی کیا دلیل ہے کہ اس کا فر کا حکم بھی قتل ہے۔

☆:......’’بـاب عـلامۃ المنافق‘‘ کی مناسبت پر کسی نے خاص توجہ نہیں دی، میرا خیال ہے کہ بخاریؒ نے اپنی جامع صحیح میں قرآنی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے۔ قرآن حکیم نے سب سے پہلے مؤمنین پھر کفار پھر منافقین کا ذکر فرمایا ہے، ابتدا میں بخاریؒ نے بھی اسی نہج پر اسی ترتیب کے ساتھ طوائف ثلثہ کا ذکر کیا ہے، فجزاہ اللّٰہ خیرا وللّٰہ در الشیخ ما ألطف ذوقہٗ وأدق نظرہٗ.

☆:......نفر، نفذ، نفص، نفت، نفس، نفی، نفیر، نفاق، نفقة وغیرہ اس قسم کے دوسرے کلمات جن کے ابتدا میں ''ن، ف'' ہوتے ہیں، ان کے معنی میں ذہاب کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

☆:......''إعراب'' جمع ہے، اس کا مفرد من لفظہٖ نہیں اور کبھی اس کے برعکس مفرد ہوتا ہے اور اس کا جمع نہیں آتا اور کبھی جمع ہوتا ہے، تثنیہ اس کا نہیں آتا اور کبھی علیٰ عکس ذٰلک۔ اس موضوع پر ابن خالویہ نے مستقل کتاب لکھی ہے، جس کا نام ''کتاب لیس'' ہے۔

☆:......اللہ تعالیٰ کے علم میں ماضی، حال و استقبال کا کوئی اعتبار نہیں۔ وہ تغیرات و انقلابات سے وراء الوریٰ ہے۔ کبھی کبھی اللہ جل شانہ کے علم کا عکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر ہوجاتا، جس کی بنا پر مستقبل کے واقعات آپ کے سامنے پیش آتے رہے، آج کے جدید انکشافات اور علوم وفنون کی ترقی سے بہت سے حقائق شرعیہ جو ناقابل فہم تھے، اب سہل الفہم ہوگئے اور سمجھنے میں دقت نہیں رہی۔

☆:......ایک حدیث جب اسنادِ نازل و اعلیٰ کے ساتھ منقول ہو تو متن عالی کے تابع ہوگا، جب تک محدث تصریح نہ کرے کہ متن بسندِ نازل مروی ہے۔

☆:......حضرت شاہ عبدالقادرؒ جو حضرت شاہ ولی اللہؒ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں، انہوں نے دہلی کی اکبری مسجد میں ۱۴ سال تک اعتکاف کرکے قرآن کا ترجمہ لکھا اور یہ آپ کا اس اُمت پر عظیم احسان ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ فرماتے تھے کہ: ''یہ ترجمہ الہامی ہے۔'' اور فرماتے تھے کہ: (بالفرض) اگر قرآن اُردو زبان میں نازل ہوتا تو حضرت شاہ صاحبؒ کے ترجمہ کے ٹکڑے ٹکڑے اس میں ہوتے۔ حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ: بسا اوقات حضرت شاہ صاحبؒ کے ترجمہ سے وہ مشکلات حل ہوجاتی ہیں جو عربی کی بیس تفسیروں سے حل نہیں ہوتیں۔ حضرت شاہ عبدالقادرؒ کے بعد لوگوں نے اُردو میں ترجمہ قرآن شروع کیا، بعد میں جتنے بھی آئے اُن کے خوشہ چیں ہیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا: ''الناس کلهم عیال في الفقه علی أبي حنیفة'' حضرت شیخ نے فرمایا کہ: میں کہتا ہوں کہ: ''الناس کلهم فی ترجمة القرآن [بالأردیة] عیال علی الشاہ عبدالقادر رحمه اللّٰه تعالٰی رحمة واسعة.

☆:......''عهد'' کا لفظ جنگ وغیرہ کے بعد جو معاہدہ اور صلح نامہ ہوتا ہے، اس کے لیے استعمال ہوتا ہے اور وعدہ عام ہے، شخصی عہد اور میعاد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

☆:......ابتدا میں مذاہبِ متبوعہ فقہیہ چھ تھے۔ چار تو مشہور ہیں اور بقیہ دو مذہب سفیان ثوریؒ اور امام اوزاعیؒ کے تھے جو صدی ڈیڑھ صدی کے بعد ختم ہوگئے۔ سفیانؒ کا مذہب حنفی مذہب میں مدغم ہوگیا اور اوزاعیؒ کا مذہب مالکی مذہب میں ادغام ہوگیا۔

☆:...... ''بیت المقدس'' میں اگر ''مُقدَّس'' مفعول کا صیغہ ہو تو پھر ''إضافة الموصوف إلى الصفة'' کی تاویل کرنی پڑے گی اور اگر ''مَقْدِس'' مصدر میمی ہے بمعنی قدس، تو تاویل کی ضرورت نہیں، یہی اولیٰ ہے۔ آج بھی بیت المقدس کی طرف نسبت میں مقدسی کہا جاتا ہے۔

☆:...... خبر واحد جب محفوف بالقرائن ہو تو مفید قطع ہوتی ہے، **کمافی کتب المصطلح.**

☆:...... اتمام واکمال میں فرق یہ ہے کہ ''اِتمام'' بحسب الاجزاء ہوتا ہے اور ''اِکمال'' بحسب الاوصاف۔ اس فرق کو ''**شرح عقود الجمان**'' میں بیان کیا گیا ہے۔

☆:...... ''**صیام**'' جمع جو آتا ہے وہ صائم کی ہے، نہ کہ صوم کی، اور ''**صیام**'' بمعنی مصدری صوم کے معنی میں آتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے۔

☆:...... ابوہریرہؓ سے راوی ''محمد'' جب بھی غیر منسوب ہوگا تو مراد ابن سیرینؒ ہوں گے۔

☆:...... ''**قیراط**'' کا لفظ اضداد جیسا ہے، اس کا اطلاق ادنیٰ سے ادنیٰ چیز پر بھی ہوتا ہے، یعنی تولے کا چوبیسواں حصہ اور اس کا اطلاق بڑی سے بڑی چیز پر بھی ہوتا ہے، جیسا کہ جنازہ پڑھنے اور دفنانے میں شریک ہونے والے کے لیے حدیث میں اجر کے بیان میں وارد ہے۔

☆:...... انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سب سے عظیم کمال یہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ فرمایا، اس پر عمل بھی کیا۔ میرے نزدیک عالم اسباب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کا بہت بڑا ذریعہ یہ بنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو جو پیغام دیا اس پر عمل کر کے دکھایا۔

☆:...... نقشبندیہ کے کلماتِ عشرہ کی بے نظیر شرح حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ نے اپنی کتاب ''انفاسِ رحیمیہ'' میں کی ہے، وہاں ملاحظہ کریں۔ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ ہمارے جدِامجد کے ایک واسطہ سے مرید ہیں۔

☆:...... حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ان چار بنیادی احادیث میں سے ہے جس پر سارے دین کا مدار ہے۔ یہ نہایت اہم حدیث ہے، ہر کسی میں اس کی شرح کی اہلیت نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: باوجود اتنی اہمیت کے افسوس ہے کہ کسی نے اس کی کما حقہ تشریح نہیں کی۔ اس کی شرح کا حق امام محمدؒ اور امام شافعیؒ جیسے بلند پایہ ائمہ کو حاصل تھا۔ شوکانیؒ نے جو کچھ لکھا ہے وہ مثل تنکے کے ہے اور حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ: اس پر کچھ عمدہ بحث حافظ ابن دقیق العیدؒ نے ''**شرح إحکام الأحکام**'' میں کی ہے اور نفیس فوائد لکھے ہیں۔ فرمایا کہ: ''**معالم السنن للخطابی**'' میں بھی اس حوالے سے عمدہ بحث ہے، لیکن مطبوعات کے ذخیرہ میں سب سے منقح، مبسوط اور عمدہ بحث شیخ طاش کبری

زادہ نے اپنی کتاب ’’مفتاح السعادۃ‘‘ میں کی ہے، **من شاء فلیراجعه.**

☆:...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے علوم نبوت کے مختلف چشمے جاری ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکوٰۃِ نبوت سے متنوع علوم کا فیضان جاری ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تلامذہ تھے، ان میں سے ہر ایک نے اپنے ذوق کے موافق احادیث جمع کی ہیں۔ صحابہؓ میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور صفات کے مظہر اتم تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم وکمالات کا عکس جمیل آپؓ پر پورا پڑ گیا تھا، اس لیے آپؓ علوم نبوت کے جامع ترین شخص تھے، آپؓ کے بعد دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے ذوق کے موافق احادیث جمع کیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے احادیث فتن کو جمع کیا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے مال کی مذمت اور فقر کی ترغیب والی احادیث بیان کی ہیں اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے امثال وعبد والی احادیث زیادہ بیان فرمائی ہیں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان احادیث کو زیادہ جمع کیا جن پر احکام کا مدار ہے اور تفقہ پر مشتمل ہیں اور جس کا کوئی اختصاصی ذوق نہیں تھا، اس نے ہر قسم کی احادیث جمع کی ہیں، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ **(جاری ہے)**

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....